صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مثالی کردار

مع

تعارف

غازیٔ ملت حضرت عبدالقیوم رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش

حضرت علامہ مولانا مفتی
غلام غوث بغدادی قادری رضوی مدظلہ العالی
صوبائی امیر: تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ (سندھ)

منجانب
تحریک لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مثالی کردار مع تعارف غازی ملت حضرت عبدالقیوم علیہ الرحمہ
اصلاح بیان از	:	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد آصف عبداللہ قادری
مرتب	:	حضرت مولانا محمد بلال قادری رضوی
پروف ریڈنگ	:	محمد عثمان قمر قادری رضوی (متعلم نور حمزہ اسلامک کالج)
اشاعت اول	:	ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ بنسبت عرس غازی عبدالقیوم علیہ الرحمہ
اشاعت دوم	:	ذوالحجہ ۱۴۳۷ھ بنسبت عرس غازی عبدالقیوم علیہ الرحمہ
صفحات	:	16
تعداد	:	2500
پیش کش	:	حضرت علامہ مولانا مفتی غلام غوث بغدادی قادری صوبائی امیر تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ (سندھ)

منجانب

تحریک لبیک یارسول اللہ ﷺ

ملنے کا پتہ

جامع مسجد بہار شریعت، بہادرآباد، کراچی

Cell: 0322-2232030

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا الۡاَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتِ (الحدیث)

قرآن کریم نورِ ہدایت ہے، قرآن نصاب زندگی ہے، قرآن ہی پاکیزگی کا ذریعہ ہے

اَلۡحَمۡدُ تا وَالنَّاس قرآن مجید عظمت وشان مصطفی ﷺ کا بیان ہے اور رفعتِ مصطفی ﷺ کے لاتعداد پہلو عالم کو حیرت زدہ کرتا ہے، کلام الٰہی میں نظر کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ محبوب پروردگار کی عزت وشان کا تحفظ خود رب ذوالجلال نے فرمایا۔

جب کبھی حضور پرنور ﷺ کی شان میں کسی نے بے ادبی کی، کسی نے گستاخی کی جرأت کی، تو جبار وقہار جل جلالہ نے گستاخ و بے ادب کو خود جواب دیا، اسے لعنتی قرار دیا، ذلت ورسوائی اس کا مقدر کردی گئی، اور جو اولاد کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتا تھا اس گستاخ کو قرآن نے نسل بریدہ فرمادیا جو جانِ عالم ﷺ پر اعتراض کررہا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے اس انداز میں بیان فرمایا:

عُتُلٍّ م بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ (پارہ 28 سورہ قلم، آیت 13)

بدمزاج، ان عیبوں کے بعد یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

اللہ رب العالمین تو رحمن ہے، رحیم ہے، کریم ہے، ماؤں سے بڑھ کر اپنے بندوں پر شفیق ہے۔ پھر بھی حکم فرماتا ہے کہ اگر دین کا دشمن اور گستاخِ رسول (ﷺ) تمہارے مقابل آجائے تو فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ (پارہ ۹، سورۃ الانفال آیت ۱۲) یعنی تم ان کی گردنوں کو تن سے جدا کردو۔

الغرض غیرت الٰہی یہی ہے کہ گستاخ کے وجود" سے زمین پاک کردی جائے۔

عظمتِ صحابہ علیہم الرضوان:۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کو سمجھنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی رضا" کی نعمت عظمی سے نوازا۔

صحابہ کرام نے قرآن کریم کا فہم براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا اور قرآن کریم کا نور حاصل کر لینے کے بعد ان مبارک ہستیوں کا مقصدِ حیات بھی یہی بن گیا کہ گستاخِ رسول (ﷺ) کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جا سکتا، یہ جان چکے تھے کہ گستاخ رسول ﷺ ہی فساد کی جڑ ہوتا ہے۔

آیئے! اور ان کا جذبۂ عشقِ رسول ﷺ ملاحظہ کیجئے اور ایمانِ کامل کی تعریف سمجھئے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مبارک سوچ کے دو ایمان افروز واقعات:۔

پہلا واقعہ:۔ جب آقائے کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو کعب بن اشرف جو یہودیوں کا سردار تھا اسے اپنی سرداری خطرے میں پڑتی محسوس ہوئی، لہٰذا وہ سید عالم نور مجسم ﷺ کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتا، گستاخانہ اشعار کہنا، لوگوں کو بے ادبی پر ابھارنا اس کا مشغلہ تھا۔ جب غزوۂ بدر میں مسلمانوں نے کفار کو شکست فاش دی تو مسلمانوں کی فتح سے کعب بن اشرف سخت پریشان ہوا اور مکۃ المکرمہ چلا گیا وہاں جا کر کافروں کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے لگا اور ان کے سامنے رسولِ پاک ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنے لگا، نبی پاک ﷺ نے اس کی گستاخیوں کا جواب دینے کے لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جو شاعرِ دربارِ رسالت تھے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تحفظِ ناموسِ مصطفی ﷺ میں اس گستاخ کے خلاف شاعرانہ حملہ کیا جو اس کے دل میں خنجر کی طرح پیوست ہوا، جب یہ مدینہ طیبہ واپس لوٹا تو اس کی گستاخیاں مزید بڑھ گئیں، اس گستاخ کو انجام تک پہنچانے کے لئے سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

مَنْ لَنَا لِكَعْبِ ابْنِ الْأَشْرَفِ یعنی ہمیں کعب بن اشرف کے شر سے کون بچائے گا۔

پھر آپ ﷺ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 52 کی تلاوت فرمائی اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے گستاخوں پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۵۲)

ترجمہ کنز الایمان:۔ یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ مصطفی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَنْتَدِبُ لِقَتْلِ كَعْبٍ کعب کو قتل کرنے کے لئے کون اپنے آپ کو پیش کرنا چاہتا ہے۔

فرمان مبارک سن کر بہت ہی بہادر صحابی سیدنا محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

أَنَا أَتَكَفَّلُ لَكَ بِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ یا رسول اللہ ﷺ میں اس گستاخ کا سر تن سے جدا کرنے کے لئے حاضر ہوں نبی پاک ﷺ نے محمد بن مسلمہ سے فرمایا سعد بن معاذ سے مشورہ ضرور کر لینا حضرت محمد بن مسلمہ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا آپ کے ساتھ اس عظیم مشن میں حضرت ابو نائلہ، عباد بن بشیر، حارث بن اوس اور ابو حسن بن جبر (علیہم الرضوان) بھی تیار ہو گئے۔

محبوب کریم ﷺ نے رات مسجد نبوی شریف میں گذاری:۔

گستاخ رسول (ﷺ) کو قتل کرنے کے لئے جب ناموس رسالت کے جانباز سپاہی آپ ﷺ سے اجازت لے کر روانہ ہوئے تو سید المرسلین ﷺ خود انھیں رخصت کرنے کے لئے جنت البقیع تک تشریف لائے اور ان خوش بختوں کو رخصت کرنے کے بعد سید کائنات اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف نہ لے گئے بلکہ پوری رات مسجد شریف ہی میں عبادت فرماتے رہے ان کے لئے دعا فرماتے رہے۔ گویا پیغام یہ دے دیا کہ جب کوئی ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو اسے رسول کریم ﷺ کی نگاہِ خاص نصیب ہوتی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان جب اس گستاخ سے ملے اور ایسا طریقہ اختیار کیا کہ وہ انہیں اپنا ہمنوا تصور کرنے لگا، چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ نے اس بدبخت سے کہا کہ ہمیں غلہ کی حاجت ہے لہٰذا تم ہماری مدد کرو اس گستاخ نے کہا کہ میں تمہیں غلہ تو دے دوں گا لیکن ضمانت کے طور پر میرے پاس کچھ رکھوا دو، آپ نے پوچھا کیا چیز رکھوائیں، تو گستاخ کہنے لگا اپنی عورتیں گروی رکھ دو، آپ نے انکار کر دیا، وہ کہنے لگا اولادیں رکھ دو، آپ نے فرمایا اس طرح تو لوگ ہمارے بچوں کو طعنہ دیں گے کہ تمہیں تمہارے والدین نے غلہ کے عوض گروی رکھا تھا، آپ نے فرمایا کہ ہم ضمانت کے طور پر اپنا اسلحہ رکھ دیتے ہیں اس پر وہ خوش ہو گیا، صحابہ کرام کی تدبیر یہ تھی کہ اس طرح جب ہم اسلحہ لے کر اس کی طرف آئیں گے تو ہمیں کوئی روک نہ سکے گا۔

مدینہ طیبہ میں شمال کی طرف کعب بن اشرف گستاخ کا قلعہ تھا چاندنی رات میں تمام صحابہ

وہاں پہنچ گئے اسے آواز دی اس نے آواز پہچان لی اور اٹھ کر جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا مجھے اس آواز سے خون کی بو آ رہی ہے لیکن وہ پُر اعتماد تھا کہنے لگا فکر نہ کرو یہ میرے دوست ہیں کعب نیچے اتر آیا ملاقات ہوئی مختلف باتیں ہوئیں اور ٹہلتے ٹہلتے صحابہ کرام اسے کچھ دور لے گئے، حضرت ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ اس کے بالوں میں پھیر کر نکالا اور سونگھتے ہوئے کہا بڑی عمدہ خوشبو ہے ایسی خوشبو ہم نے پہلے نہیں سونگھی تعریف سن کر لعین" پھول گیا دو تین بار اسی طرح حضرت ابو نائلہ نے ہاتھ پھیرا تو وہ مطمئن ہو گیا، اب کی بار آپ نے اس کے بالوں میں ہاتھ لے جا کر اس گستاخ کو جکڑ لیا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

اِضْرِبُوْا عَدُوَّ اللهِ گستاخ کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

سب نے یکبارگی حملہ کر دیا اس نے زوردار چیخ ماری لیکن عاشقانِ مصطفی ﷺ فیصلہ کن وار کر رہے تھے محمد بن مسلمہ کی تلوار اس کی گردن سے ٹکرائی اور قیامت تک پیغام دے دیا:

گستاخ نبی کی ایک سزا سر تن سے جدا سر تن سے جدا

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گستاخ کا سر اٹھا کر ایک تھیلے میں ڈال لیا یہودی ہر طرف سے کعب بن اشرف کی مدد کے لئے جمع ہو رہے تھے لیکن صحابہ خیر و آفیت سے واپس لوٹ آئے اور جب جنت البقیع کے پاس پہنچے تو خوشی سے نعرۂ تکبیر فضا میں بلند کیا محبوبِ کریم ﷺ منتظر تھے آپ ﷺ نے بھی مسجد شریف سے ہی نعرہ تکبیر کا جواب دیا جب یہ جانثار صحابہ قریب آئے تو انتہائی خوشی کے عالم میں حضور سرورِ کائنات مفخرِ موجودات ﷺ نے فرمایا:

اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہُ کامیاب چہرے لوٹ آئے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سن کر عرض کیا وَوَجْهُكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ یارسول اللہ چہرہ تو آپ کا کامیاب ہے یعنی ہماری کامیابی تو آپ کے طفیل ہے۔

قلبِ مصطفی ﷺ کو مزید راحت پہنچانے کے لئے صحابہ کرام نے تھیلے سے اس گستاخ کا سر نکالا اور حضور علیہ السلام کے قدموں میں پٹخ دیا، اس کا سر دیکھ کر اللہ کے حبیب ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

اس ایمان افروز واقعہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو رہی ہے کہ جو گستاخِ رسول کو واصلِ جہنم کرے اللہ کے حبیب ﷺ اس سے بے حد خوش ہوتے ہیں اور شاندار کامیابی کی سند بھی عطا

فرماتے ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَسَارِعُوْآ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (پارہ ۴، سورہ ال عمران، آیت 133)

ترجمہ:۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو، یعنی نیکیوں میں سبقت لے جاؤ۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ نیکیوں میں سبقت لے جاتے رہے جب کعب بن اشرف کے قتل کی خبر دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سنی تو وہ بھی اس نیکی کی طرف بڑھنے کی تمنا کرنے لگے جو ساری نیکیوں کی اصل ہے یعنی گستاخِ رسول (ﷺ) کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کرنا، کیوں کہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ گستاخ کا کام تمام کر کے درِ مصطفی ﷺ سے حقیقی کامیابی کی سند ملتی ہے۔

دوسرا واقعہ:۔ قبیلہ خزرج سے تعلق رکھنے والے چند اور فدایانِ رسول ﷺ نے ایک اور موذی کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کرنے کا عزم کر لیا، یہ ابو رافع تھا جو آئے دن گستاخیاں کر کے زہر اگلتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عتیک، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت ابوقتادہ، حضرت اسود بن خزاعی، حضرت مسعود بن سنان (علیہم الرضوان) نے نبی کریم ﷺ سے اس گستاخ کو اس کے عبرتناک انجام تک پہنچانے کی اجازت چاہی آپ ﷺ نے جاں نثاروں کو اجازت عطا فرما دی۔

حضرت عبداللہ بن عتیک کی سربراہی میں عشق و مستی میں مسرور ہو کر وفا شعار غلام خیبر کی طرف بڑھنے لگے جہاں وہ گستاخ اپنے قلعے میں رہائش پذیر تھا، حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں کو قلعہ کے قریب ایک مقام پر روک دیا سورج غروب ہونے والا تھا لوگ قلعہ کے اندر داخل ہو رہے تھے حضرت عبداللہ نے ایک تدبیر اختیار کی اور ایک چادر اوڑھ کر دیوار کے قریب اس انداز سے بیٹھ گئے جیسے کسی ضروری حاجت میں مصروف ہوں، چوکیدار آپ کو دیکھ کر سمجھا کہ آپ بھی اندر ہی کے رہنے والے ہیں اس نے آواز دی کہ میں دروازہ بند کرنے والا ہوں اندر آنا ہے تو جلدی آ جاؤ، آپ اسی حالت میں اندر داخل ہو گئے اور ایک مقام پر چھپ گئے ایک روایت میں ہے کہ آپ اصطبل" میں چھپے رہے جب چوکیدار کچھ غافل نظر آیا تو آپ اٹھے اور چابیاں ایک جگہ سے اٹھا کر تالا کھول دیا، گستاخ ابو رافع کا معمول تھا کہ رات کو مجلس منعقد کرتا اور ادھر ادھر کی بکواسات میں مصروف

رہتا، رات گئے جب یہ اپنے کمرے میں چلا گیا تو حضرت عبداللہ بن عتیک اس کے کمرے کی طرف بڑھے آپ جس کمرے میں داخل ہوتے اس کا دروازہ اندر سے بند کردیتے تاکہ کوئی اس گستاخ کی مدد کو نہ پہنچ سکے، آپ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تو کافی اندھیرا تھا اور اس کی سمت معلوم نہیں ہو رہی تھی، آپ نے آواز دی ابورافع، اس نے پوچھا کون، آپ نے فوراً آواز کی جانب بڑھ کر اس پر وار کیا لیکن وہ وار کامیاب نہ ہوسکا، اس نے مدد کے لئے شور مچایا حضرت عبداللہ چند لمحوں کے لئے باہر نکل گئے پھر دوبارہ آپ اس طرح آئے کہ اسے لگے کوئی مددگار پہنچ گیا آپ نے آواز بدل کر پوچھا کیا ہوا، وہ کہنے لگا کسی نے مجھ پر وار کیا ہے، لیکن وہ اجنبی آواز کو پہچان گیا اور فوراً حملہ آور ہوا، سیدنا عبداللہ بن عتیک نے بھی فوراً ہی گستاخ پر جھپٹ کر وار کیا اور پوری قوت سے تلوار کے وار سے اس کو انجام تک پہنچا دیا۔

حضرت عبداللہ دوڑتے ہوئے باہر نکلے اور دروازے کھولتے چلے گئے آخری سیڑھی سے آپ کا پاؤں پھسل گیا اور آپ گر گئے، آپ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی لیکن آپ نے کمال ہمت سے اس پنڈلی کو کپڑے سے باندھ لیا اور اسی حالت میں اپنے ساتھیوں تک پہنچ گئے اور ساتھیوں کو پوری بات بتائی یہ سب قریب ہی ایک نالے میں چھپ گئے اور ابورافع کی موت کی تصدیق کا انتظار کرنے لگے، یہودی ان کے تعاقب میں آئے لیکن انھیں تلاش نہ کرسکے۔ صبح کے وقت کسی نے قلعے پر چڑھ کر اعلان کیا ابورافع مارا گیا، صحابہ کرام علیہم الرضوان کے چہرے گستاخ رسول کی موت پر خوشی سے دمک اٹھے۔ ایک روایت کے مطابق دو دن کے بھوکے پیاسے یہ ناموسِ رسالت ﷺ کے جانباز سپاہی اسی مقام پر چھپے رہے۔

جب نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام منبر اقدس پر وعظ فرما رہے تھے انھیں دیکھ کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا، کامیاب چہرے لوٹ رہے ہیں۔

جب حضرت عبداللہ بن عتیک آقائے کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہنِ اقدس لگایا تو آپ کی پنڈلی مبارک درست ہوگئی۔

امن پسند اسلام اور گستاخ کی اتنی سخت سزا:۔

قرآن کریم وہ عظیم الشان کتاب ہے جس کا مطالعہ کرنے کے بعد عقل سلیم اس کے دیئے

ہوئے نظام کو ہی سب سے بہترین نظام تسلیم کرتی ہے اور اسلام کو دین فطرت مان لیتی ہے بے شمار کفار قرآن کے مطالعہ کی برکت سے اسلام کے نور سے منور ہو چکے ہیں۔

اسی قرآن کریم نے پرامن معاشرہ کی تشکیل کے لئے مختلف جرائم میں ملوث افراد کی سزائیں بیان کیں، تاکہ برائیوں کا وجود معاشرے سے ختم کیا جاسکے۔ فساد پھیلانا یہ ایک ایسا جرم ہے جس سے پوری کائنات کا امن متاثر ہوتا ہے اور یہ بات ہر ذی شعور جانتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی گستاخی یہ سب سے بڑا فساد ہے، قرآن کریم سورۃ المائدہ میں قتل کے بدلے قتل اور فساد کے بدلے قتل کی اجازت دیتا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ (پارہ 6، سورۃ المائدہ آیت نمبر 32)

ترجمہ:۔ اس کے سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا یا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا یا اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ آئے پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم کا نور پانے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان منزلیں طے کرتے ہوئے گستاخان رسول کو ان کے انجام تک پہنچاتے رہے اور ان کے سروں کو تن سے جدا کرتے رہے اور قرآن مجید نے ہمیشہ اسی راہ پر گامزن ہونے والوں کو اس عظیم بشارت سے نوازا۔

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (پارہ 28 سورہ المجادلہ، آیت 22)

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہے جن کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا گیا۔

گستاخوں کا وجود زمین سے مٹانے کا سلسلہ صدیاں گزرنے کے باوجود جاری رہا اور یہ تقاضہ عشق و وفا جاری رہے گا۔ اب ایک ایسے ہی عاشق صادق کا ایمان افروز تذکرہ کیا جاتا ہے پڑھئے

اورحلاوت ایمانی کی لذت سے سرشار ہوجایئے۔

برصغیر پاک وہند میں یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں نے نبی پاک ﷺ کی اہانت کو جب باقاعدہ تحریک کا رنگ دے دیا تو ان گستاخوں کو انجام تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے منتخب بندوں سے کام لیا۔ 1933ء کی ابتدا میں اسی فسادی تحریک کے ایک بدبخت رکن نتھورام "جو ایک اخبار سندھ سماچار" کا ایڈیٹر تھا اس نے ایک نہایت ہی ناپاک کتاب لکھی، جس میں حضور رحمت عالمیان ﷺ کی شان میں گستاخیاں لکھیں گئیں۔ نتھورام مسلسل اپنی زبان سے بھی گستاخیاں بکتا رہتا تھا۔

یہ کتاب جب چھپ کر بازار میں آئی تو مسلمانوں کا اشتعال یقینی امر تھا، کیوں کہ مسلمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو ایسے وقت میں خاموش رہنا وہ اپنے ایمان کی موت سمجھتا ہے۔ گستاخ کے خلاف ہر دور میں سچے عاشقان مصطفی ہر چیز سے بے پرواہ ہو کر سراپا احتجاج بن جاتے ہیں۔

چنانچہ 1933ء میں بھی ایسا ہی ہوا ہر طرف اس بدبخت ہندو کے خلاف احتجاج جاری تھا۔ علمائے کرام محراب ومنبر کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے جمعہ کے خطبات میں اس گستاخ کی مذمت کر رہے تھے ایک مسجد میں امام صاحب نے جب اس گستاخانہ تحریر کے متعلق ذکر کیا تو وہاں ایک عبدالقیوم نامی نوجوان بھی موجود تھا مسلمانوں کے شدید احتجاج کی بناء پر نتھورام کو انگریزی ضلالت ☆(۱) نے 4 ماہ قید اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی، اس پر مسلمان کیسے مطمئن ہوسکتے تھے جب کہ سب کا یہ ایمان تھا کہ:

گستاخ نبی کی ایک سزا سر تن سے جدا سر تن سے جدا

عبدالقیوم کا تعارف:۔

عبدالقیوم ولد عبداللہ خان کا تعلق ہری پور ہزارہ کے قریب ایک بستی غازی" سے تھا۔ والدہ کا اسم مبارک جنت بی بی تھا عبدالقیوم نے ناظرہ قرآن کریم پڑھا لیکن دنیاوی تعلیم پرائمری سے بھی کم تھی کم عمری ہی میں حصول روزگار کی خاطر انھیں دیگر رشتہ داروں کے ساتھ کراچی آنا پڑا، اس کے چچا پہلے سے کراچی میں مقیم تھے۔

عبدالقیوم کی طبیعت میں لاابالی" پن تھا، دوستوں کے ساتھ کھیل کود، گپ شپ معمول تھا،

حاشیہ(۱) ہم نے یہاں انگریز کی "عدالت" لفظ کی جگہ "ضلالت" لکھا ہے کیوں کہ ان کا عدل سے کوئی سروکار نہیں۔

صحبت کے اثر کی بناء پر کراچی کے علاقے صدر میں جوئے" میں بھی شریک ہونے لگا خوبرو اور صحت مند ہونے کے ساتھ بہادر بھی تھا کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتا۔

عبدالقیوم سے غازی عبدالقیوم:۔

عبدالقیوم کا ایک بار کراچی کینٹ اسٹیشن جانا ہوا، اسٹیشن کے قریب ہی ایک بزرگ جو دھمن شریف" سے اپنے شیخ کے حکم پر آئے تھے عبدالقیوم کی ملاقات ان سے ہوئی کچھ دیر جب آپ ان کی خدمت میں بیٹھے تو انہوں نے فراستِ مومنانہ سے دیکھ کر فرمایا اوئے لڑکے تو کن چکروں میں پڑا ہے تیری پیشانی میں جو نور ہے اسے کیوں نہیں دیکھتا۔

الفاظ کی تاثیر ایسی کہ اشکِ ندامت ٹپکنے لگے دل کیف وسرور کا مخزن بن گیا، اٹھے اور جوئے سے جو کمایا تھا سب کچھ جلا دیا صوم وصلوۃ کے پابند ہوگئے، زندگی بدل گئی، اسی دوران گاؤں گئے تو والدین نے آپ کی شادی کردی کچھ عرصہ گاؤں میں رہنے کے بعد واپس کراچی آ گئے۔

نماز جمعہ میں اپنے رسول کریم ﷺ کی توہین کی خبر سن کر غازی عبدالقیوم کی روح بے قرار ہوگئی لہو کا ہر قطرہ جوش مارنے لگا، "عشق فیصلہ کرنے میں آزاد ہوتا ہے جب کہ عقل حیلے بہانے کرتی ہے۔

محبت رسول کا حق ادا کرنے کے لئے غازی عبدالقیوم نے اس گستاخ کو اس کے انجام تک پہنچانے کی ٹھان لی۔

20 ستمبر کی صبح نتھورام کیس کی سماعت تھی اسی صبح غازی صاحب نے ایک چاقو خریدا، دھار بنوائی اور اسے اپنی اندرونی جیب میں رکھ لیا اپنے چچا کے بیٹے کی گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر عدالت کے قریب پہنچے ان سے کہا مجھے ضروری کام ہے تم جاؤ، چچا کے بیٹے کا کہنا ہے کہ آج ان کی شخصیت کا رنگ عجب ہی تھا۔

گستاخ نبی کی ایک سزا:۔

لوگ نتھورام کے کیس کی سماعت کے لئے جمع ہو چکے تھے کیس کی سماعت کا مقام کھچا کھچ بھرا ہوا تھا غازی عبدالقیوم بھی وہاں پہنچے ویسے تو اپنے شکار کو اس کی منحوس شکل سے ہی پہچان لیا پھر بھی کسی سے تسلی کرلی کے یہی کائنات کا بدترین مجرم ہے اور اسی نے گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

غازی صاحب فرماتے ہیں میرا خون اسے دیکھ کر کھولنے لگا تن بدن میں آگ لگی تھی میں

ایک آدمی کے فاصلے سے اس بدبخت کے قریب بیٹھا تھا میں نے چپ چاپ اپنے گھٹنے کی آڑ میں چاقو نکالا تا کہ کوئی دیکھ نہ لے انگریز کی "ضلالت" سے قبل عشق کی عدالت نے فیصلہ کر دیا، میں فرط جذبات سے کھڑا ہو گیا اور چمکتی دھار والا چاقو اس گستاخ کے پیٹ میں اتار دیا وہ گستاخ زمین پر گر گیا میں نے دوسرا وار اس کی پیٹھ پر کیا اور پے در پے کئی زخم اس کے ناپاک جسم پر لگے جس سے وہ تڑپنے لگا دہشت گرد اور عاشق میں فرق ہوتا ہے آپ نے صرف گستاخ کو انجام تک پہنچانا تھا اس کے بعد کسی پر حملہ نہ کیا پورے ہال میں سناٹا چھایا ہوا تھا دونوں انگریز جج" ☆(۱) بھی خوف سے کانپ رہے تھے پولیس آگے بڑھی تو غازی عبدالقیوم نے خود اپنے آپ کو پیش کر دیا، انگریز جج کرسی سے اترا اور قریب آ کر بولا تو نے اسے مار دیا، آپ نے جواب دیا اور کیا کرتا، جج نے کہا کیوں مارا اسے؟ آپ نے کہا! اگر کوئی اس کی توہین کرے (اور جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کیا) تو تم اسے سخت سزائیں دیتے ہو، سالوں قیدی بنا دیتے ہو، اور میرے آقا ﷺ جن پر میرا سب کچھ قربان ہو، ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کو صرف معمولی سی سزا؟ جج بولا صرف اس وجہ سے مار دیا؟ آپ نے کہا خنزیر کے اس بچے نے میرے آقا ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور اس کی کم از کم یہی سزا ہو سکتی ہے جج بولا کیا تم ایک ہی مسلمان اس کام کے لئے باقی رہ گئے تھے آپ نے مجاہدانہ دبدبہ کے ساتھ فرمایا ایک سے بڑھ کر ایک عاشق ہے لیکن اس نجس کے لئے میں اکیلا ہی کافی تھا۔ ایک عاشق صادق نے جب ایک گستاخ کو انجام تک پہنچایا تو مسلمانوں کے دلوں کو قرار نصیب ہوا اور غازی عبدالقیوم جو کل تک ایک عام سا نوجوان تھا اب وہ ملت اسلامیہ کا "عظیم ہیرو" بن گیا۔

صرف دو دن :۔

عموماً قتل کے مقدمات کی سماعت تاخیر سے ہوتی ہے لیکن نام نہاد قانون، ناموسِ رسالت ﷺ کے معاملات پر فوری حرکت میں آ جاتا ہے لہٰذا دو دن میں غازی عبدالقیوم کے خلاف کارروائی مکمل کر لی گئی۔

نصیب اپنا اپنا:۔

اللہ رب العالمین بے نیاز ہے تحفظ ناموس رسالت کے لئے جسے چاہے چن لے، بڑے

☆(۱) وہ جج نہیں ہو سکتے تھے کیوں کہ کافر عادل نہیں ہوتا

بڑے نامی گرامی دین کا لبادہ اوڑھنے والے، عشق کا دم بھرنے والے، ناموس رسالت کے معاملے پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے ہیں، تو کہیں بظاہر دنیاداری میں زندگی گزارنے والے اس معاملہ میں وہ کردار ادا کرتے ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا نام باقی رہتا ہے اور ابدی سرمدی نعمتیں ان کا مقدر ہوتی ہیں۔ دوسری طرف کالا کوٹ پہننے والے وکیل جو قدم قدم پر پیسہ وصول کرتے ہیں تحفظِ ناموسِ مصطفی ﷺ کے معاملے میں وہ وکلاء بھی ایک ادنیٰ غلام کی حیثیت سے پیش ہوتے ہیں اور خوش بختوں میں اپنا نام تحریر کرواتے ہیں ایسا ہی ایک نام بیرسٹر سید محمد اسلم کا ہے جو ایک محنتی اور ماہر قانون دان کی حیثیت سے اپنا مقام رکھتے تھے۔

بیرسٹر سید محمد اسلم نے آگے بڑھ کر بارگاہِ رسالت ﷺ سے اپنا حصہ لینے کے لئے غازی صاحب کا مقدمہ لڑنے کے لئے پیشکش کرتے ہوئے کہا میں اس کی کوئی فیس وصول نہیں کروں گا۔ آپ کیس کے سلسلے میں غازی صاحب سے ملنے جیل گئے آپ کہتے کہ میں اس سے پہلے قتل کے کئی مجرموں سے مل چکا تھا لیکن غازی عبدالقیوم صاحب کے چہرے پر جو اطمینان دیکھا ایسا اطمینان کسی کا نہ دیکھا، اللہ اکبر چہرے پر، نور و اطمینان کیوں نہ ہو، آج آپ جیل میں کسی مجرم سے ملنے نہیں بلکہ عاشقِ رسول ﷺ کا دیدار کرنے گئے تھے، میں نے کہا میں آپ کا مقدمہ لڑوں گا تحفظِ ناموسِ مصطفی ﷺ کا سپاہی بولا آپ جو مرضی کر لیں مگر میں قتل کا انکار نہ کروں گا۔

غازی عبدالقیوم کا مقدمہ ملک گیر شہرت اختیار کئے ہوئے تھا اسے جیوری ٹرائل قرار دیا گیا نام نہاد جیوری ۱۹ ارکان پر مشتمل تھی، یہ مقدمہ بالکل آسان تھا سینکڑوں افراد کی موجودگی میں گستاخ کا قتل ہوا، اور دو جج بطور گواہ اور سب سے بڑھ کر غازی صاحب کا اقراری بیان تھا۔

غازی صاحب کے وکیل نے انہیں کہا آپ بے شک قتل سے انکار نہ کریں لیکن ایک بار صرف اتنا کہہ دیں، میں ہوش و حواس میں نہیں تھا، غازی صاحب نے جو جواب دیا حقیقت میں وہ مغزِ قرآں، جانِ ایماں، روحِ دین ہے نصابِ عشق و وفا ہے۔

فرمایا! زندگی میں ایک یہی لمحہ تو ہوش کا نصیب ہوا، اور میں اس سے بھی مکر جاؤں؟ پھر فرمایا: اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس گستاخ کو ہزار بار قتل کرتا اور اس سے بھی میرے جذبات سرد نہ

ہوتے، وہی تو میری زندگی بھر کی کمائی کا دن تھا اور حقیقی کامیابی جب ملے گی جب میں اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ مقدس میں پہنچ جاؤں گا۔

سید صاحب کا انوکھا انداز:۔

غازی صاحب کے وکیل نے دلائل کے لئے کاغذ کے پلندے پیش نہ کئے بلکہ ان کے ہاتھ میں قرآن کریم کا ایک نسخہ تھا۔ آپ نے ایمان افروز دلائل دیتے ہوئے فرمایا: میرے مؤکل نے جو کچھ کیا اس قانون (قرآن) کی رو سے کیا اور اپنا فرض سمجھ کر کیا اور اس قانون سے ہماری وابستگی چودہ سو سالوں سے ہے اور ہم نے قرآن پاک سے عہد وفا کیا ہوا ہے، فساد کا اصل سرچشمہ تو وہ کتاب ہے جو نتھو رام نے لکھی اور منافرت کی آگ لگا دی جس کی بناء پر غازی صاحب نے یہ قدم اٹھایا آپ کے دلائل لاجواب تھے لیکن انگریز کی اسلام دشمنی انھیں کب تسلیم کر سکتی تھی۔

جیل یا بقعہ نور:۔

غازی عبدالقیوم کے نور باطن کا اندازہ تو کون کر سکتا ہے آپ جس کوٹھڑی میں قید رکھے گئے اس میں روشنی کی اجازت نہ ہوتی لیکن ایک وارڈن جو ڈیوٹی پر تھا یہ دیکھا کہ پوری کوٹھری بقعہ نور بنی ہے دو سفید پوش بزرگ تشریف فرما ہیں چہرے اتنے نورانی کہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی تاب نہیں قرآن پاک کا نسخہ جو پہلے سے رکھا تھا موجود ہے نور پھیلتا جارہا ہے اور ساری فضاء معطر ہوگئی ہے وارڈن دوڑ کر اور ساتھیوں کو بلا لایا وہ بھی حیران و ششدر ہیں کچھ دیر بعد دروازہ بند ہوا، اندھیرا ہوگیا اور جب غازی صاحب کو دیکھا تو آپ پر کیف وسرور کی عجیب کیفیت تھی۔

یہ واقعہ صداقت پر مبنی تھا اور بہت سارے اخبارات کی زینت بنا، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے لئے آواز بلند کرنا اور قربانی پیش کرنا خوش بختوں کا حصہ ہے، غازی عبدالقیوم کے کیس کی پیروی کر کے بارگاہ رسالت ﷺ سے فیوض وکرم کی خیرات لینے ایک اور بہت بڑے وکیل حاجی یونس "بارایٹ لاء پٹنہ" سے خصوصی طور پر شریک ہوئے ان کا شمار دنیا کے بڑے وکلاء میں ہوتا تھا ایک مدت تک انگلینڈ میں پریکٹس کی تھی آپ بھی بلا معاوضہ کیسے لڑنے کے لئے آئے۔

واہ مقدر کے سودے کوئی انگریز کے ملک میں رہا وہیں تعلیم حاصل کی مگر جب ناموس مصطفی کے تحفظ کی بات آئی تو دور دراز سفر کر کے چلے آئے اور کئی ایسے بھی بدنصیب ہیں کہ ناموس مصطفی ﷺ کی خاطر اپنے گھروں سے نکل کر ان سے چند قدم بھی نہیں چلا جاتا۔ بات یہی ہے:

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے　　یہ بڑے نصیب کی بات ہے

وکلاء اور دیگر مسلم رہنماؤں کی کوششوں سے معاملہ "پریوی کونسل" انگلینڈ بھی بھیجا گیا لیکن وہاں سے بھی کوئی سنوائی نہ ہوئی اور انگریز نے اپنی اسلام دشمنی کا پورا ثبوت دیا۔

سر اٹھا کر مسکرا کر تشریف لاتے ہیں:۔

9 اکتوبر 1934ء کو مسلمانوں کا جم غفیر جمع تھا مسلم اکابرین وکلاء صحافی بڑی تعداد میں موجود تھے جج کرسی پر بیٹھا اور پیش کار کو اشارہ کیا، اس نے کہا حاضر کیا جائے۔

غازی صاحب آئے لیکن مسکراتے ہوئے سر جھکانے کے بجائے سر اٹھا کر چلے آئے کیوں کہ یہ دہشت گرد نہیں بلکہ ناموسِ مصطفی ﷺ کا جانباز سپاہی امت مسلمہ کا ہیرو آرہا ہے۔

جج نے فائل الٹ پلٹ کر ایک کاغذ پر لکھا ہوا فیصلہ آہستہ سے سنایا عبدالقیوم خان کو سزائے موت دی جاتی ہے۔

کوئی مجرم ہوتا تو آہ و بکا کرتا رحم کی بھیک مانگتا لیکن پروانہ شمع رسالت ﷺ نے موت کا پیغام سن کر نعرہ تکبیر بلند کیا نعرہ اتنا زوردار تھا کہ بعض تو دور کھڑے افراد سمجھے انہیں رہا کر دیا گیا ہے غازی نے نعرہ اس لئے بلند کیا یہ موت کا نہیں حقیقی زندگی کا پیغام تھا۔

زہے مقدر حضور حق سے پیام آیا　　عاشق نبی کو مدینہ سے بلاوا آیا

آخری ملاقات:۔

17 مارچ 1935ء کو پورے خاندان نے آپ سے ملاقات کی اور یہ آخری ملاقات تھی۔ غازیٔ ملت آج بہت خوش نظر آرہے ہیں نیا جوڑا، سر میں تیل، سجے بال، آنکھوں میں سرمہ، ہونٹوں پر تبسم، ظاہری خوشی تو دیدنی ہے ہی لیکن باطن کا حال اللہ اللہ روح اور دل جسم کا ہر رُواں لہو کا ہر قطرہ کروڑوں بار رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، راحت العاشقین، مراد المشاقین کی ذات پر

فدا ہونے کو بے قرار ہے، لوگ زندگی سے پیار کرتے ہیں مگر عاشق موت سے، کیوں کہ موت قرب محبوب کا ذریعہ ہے۔

پہلے آپ کی والدہ آپ سے ملنے آئیں اور کہا کہ اور کوئی غم تو نہیں، اگر پتہ ہوتا تو چند ماہ قبل تیری شادی نہ کرتی، آپ نے جواب دیا، ماں وہ بھی تو ہوتے ہیں جو رات کو شادی کرتے ہیں اور صبح مر جاتے ہیں۔ آج جب والدہ آئیں تو بیٹے نے ایک فرمائش کر دی کہا! ماں میری ایک بات مانیں گی، خوش بخت ماں بولی ضرور، کہا ماں میری میت پر آہ و بکا نہ کیجئے گا بلکہ یوں آنا جیسے میری بارات میں آئی ہو، ماں میرے جنازے پر رونا دھونا ناشکری ہوگا۔

اگر آپ نے محبت و عقیدت سے حرمتِ مصطفی ﷺ پر قربان ہونے دیا تو میرا یقین ہے کہ آپ بلا حساب داخلِ جنت ہوں گی، ماں خوش ہو جاؤ کہ تم نے ایسا بیٹا امت کو دیا، جس نے گستاخ رسول ﷺ کو اس کے بدترین انجام تک پہنچایا۔

آپ نے اپنے چچا کو جنازے میں امن و امان کی وصیت کے ساتھ یہ بھی کہا کہ:

میرا جنازہ سولجر بازار قادری مسجد " کے امام حافظ غلام رسول قادری صاحب سے پڑھوانا، اس وصیت سے محسوس ہوتا ہے کہ حقیقی قادری رنگ تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے سپاہی کا ہوا کرتا ہے جبھی تو غازی صاحب نے جنازے کی نسبت قادریت سے جوڑ دی۔

جامِ شہادت :۔

19 مارچ 1935ء بمطابق 13 ذوالحجہ 1353ھ بروز منگل یہ رات غازی عبدالقیوم صاحب کے لئے شب قدر سے بھی زیادہ فضیلت والی تھی، ستھرا لباس زیب تن فرما کر خوشبوؤں سے معطر ہو کر پروردگارِ عالم کے حضور سجدہ ریزی کی، تلاوت قرآن درود و سلام میں پوری رات گزار دی، لبوں پر مسکراہٹ، آنکھیں شوقِ دیدارِ حبیب ﷺ میں بے قرار، جب نذرانۂ جاں پیش کرنے کا وقت آیا تو شوق کے ساتھ چل کر مقتل کی طرف بڑھے چشمِ فلک حیران ہے پھانسی کا تختہ ان کے لئے مسند عزت بنا ہے عاشق کی ادا تو دیکھئے پھانسی کا پھندا چوم کر آنکھوں سے لگا لیا کیوں کہ

شرابِ عشق احمد میں عجب کیف و مستی ہے

جاں دے کر دو بوند مل جائے پھر بھی سستی ہے

لبوں پر نعت پاک کا نغمہ جاری ہے، آج درِ محبوب ﷺ سے خصوصی ہوائیں چلی ہیں کبھی بادِ صبا، کبھی نسیم سحر قدموں کے بوسے لے رہی ہیں عابد و زاہد شب بیدار و روزہ دار سبھی کے لئے قابل رشک، عاشق صادق آگے بڑھے اب غازیٔ ملت کے لئے وہ لمحہ قریب سے قریب تر تھا جس پر بڑے بڑے شب بیداروں کی شب بیداریاں قربان ہیں آقا ﷺ سے وفا کا حق ادا کرنے کے لئے غلام نے اپنا رخ مبارک اوپر اٹھایا۔ تین بار با آواز بلند پڑھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اور عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ میرا نذرانۂ جاں قبول کیجئے۔ روح تن سے جدا ہو کر نعلینِ مصطفی ﷺ سے لپٹ گئی، خوشی سے مچل گئی، اور بوسے لے لے کر کہہ رہی تھی۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جہاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

رہتی دنیا کو غیرتِ ایمانی کی تعریف سکھا کر حلاوتِ ایمان پانے کا سلیقہ سکھا کر محبت و نفرت کا معیار بتا کر، غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ بظاہر دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن حقیقتاً موت سے گلے مل کر زندگی سے مل گئے۔

غازی صاحب کی شہادت سے مسلمانوں کو بے خبر رکھنے کی کوشش کی گئی رات کے آخری پہر جب اطلاع ملی تو مسلمان بے تابانہ گھروں سے نکل گئے انگریز گورنمنٹ کی کوشش یہ تھی کہ خاموشی کے ساتھ ان کی میت قبر میں اتار دی جائے لیکن مسلمانوں نے یہ سازش اس وقت ناکام بنا دی جب یہ لوگ غازی صاحب کے جسد مبارک کو دفن کرنا چاہتے تھے تو مسلمانوں نے اپنے ہیرو کی میت کو اکرام سے اٹھایا اور جلوس کی شکل میں لے چلے۔

غازی صاحب کی والدہ کی خواہش تھی کہ ان کی میت مدینہ منورہ روانہ کر دی جائے تاکہ درِ محبوب ﷺ کا گدا وہیں پہنچ جائے لیکن گورے انگریز کی کالی گورنمنٹ " نے اجازت نہ دی ان بدبختوں کو کیا خبر ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے وفا کرنے والے دنیا کے کسی بھی خطے میں دفن کر دیئے جائیں

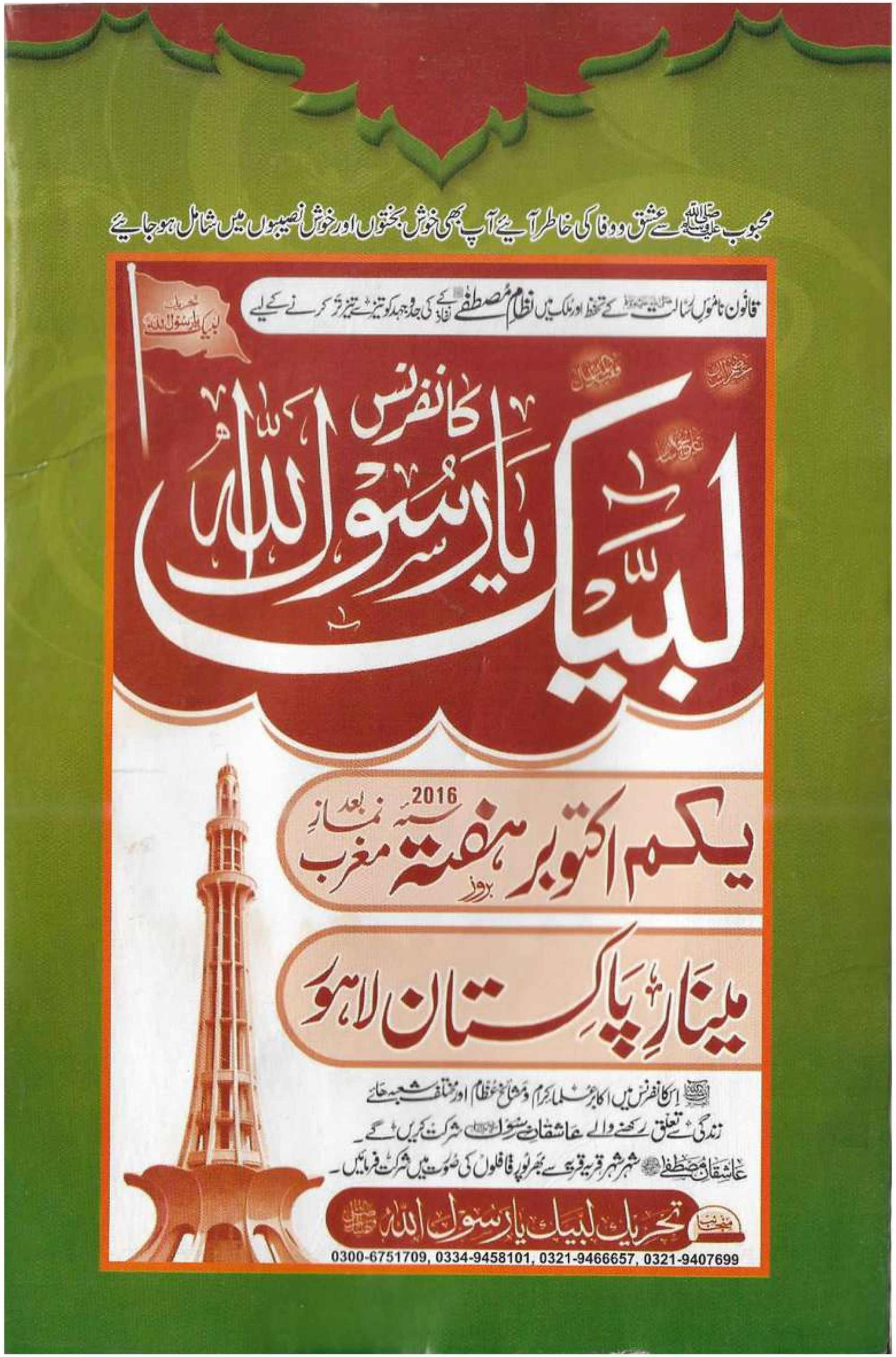

لیکن وہ تو براہ راست مدینہ منورہ پہنچ جاتے ہیں۔

سائل خالی نہیں جاتا:۔

شارح بخاری علیہ الرحمہ تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت ابو علی نیشاپوری علیہ الرحمہ سخت ترین پریشانی میں مبتلا ہوئے تو حضور ﷺ نے خواب میں بشارت دی کہ:

سِرْ اِلٰی قَبْرِ یَحْیٰ بْنِ یَحْیٰ وَاسْتَغْفِرْ وَسَلْ تُقْضَ حَاجَتُكَ فَاَصْبَحْتُ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَقُضِيَتْ حَاجَتِيْ

ترجمہ:۔ یحی بن یحی کی قبر پر حاضری دو اور استغفار کرو اور سوال کرو۔ تمہاری حاجت پوری کی جائے گی تو میں صبح اٹھا پس میں نے ایسا ہی کیا تو میری حاجت پوری کر دی گئی۔

(تہذیب التہذیب جلد نمبر 4 ص نمبر 398، مطبوعہ بیروت)

شہداء کے مزارات پر جانا ہمارے نبی پاک ﷺ کی سنت ہے آپ بھی ناموسِ مصطفیٰ ﷺ پر فدا ہونے والے اس عظیم عاشق کے مزار شریف پر حاضر ہوں اور ان کے وسیلہ سے سچی وفا کی دعا کیجئے یقیناً جو خوش بخت ان کے مزار پر حاضر ہوگا وہ کبھی ناکام نہیں لوٹ سکتا بظاہر بہت سادہ سا مزار کس قدر انوار لٹا رہا ہے یہ تو حاضری دینے والا ہی بتا سکتا ہے کہ آپ کے در کا سائل اللہ تعالیٰ کے فضل سے خالی نہیں لوٹتا۔

اہلیانِ کراچی کی خوش نصیبی:۔

غازئ ملت حضرت عبدالقیوم خان کا مزار شریف کراچی میں ہے حالانکہ آپ کا تعلق ہری پور ہزارہ سے ہے ہم اللہ تعالیٰ کی نعمت پر شکر ادا کرتے ہیں کہ غازئ ملت کے مزار پر حاضر ہو کر برکات پانا ہمارے لئے بہت آسان ہے۔ الحمد للہ ہر سال 13 ذوالحجہ کو غازئ ملت کا عرس منایا جاتا ہے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ، محبوب ﷺ سے وفا کرنے والوں میں ہمارا نام بھی شامل فرما دے اور حقیقتاً ہماری زندگی کا مقصد حیات یہ ہو جائے میرا سب کچھ آپ پر قربان یارسول اللہ ﷺ

آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ ﷺ